بسلسلہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی

حضرت عزیزہ بیگم

اہلیہ حضرت منشی برکت علی شملوی

حضرت زینب بی بی المعروف 'مولویانی'

اہلیہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

لجنہ اماء اللہ

عزیزہ بیگم

اہلیہ حضرت منشی برکت علی شملوی

محمودہ اختر

حضرت زینب بی بی المعروف 'مولویانی'

اہلیہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

رفیعہ ارشد

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ پاکستان کو صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تا کہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

حضرت عزیزہ بیگم صاحبہ

اہلیہ حضرت منشی برکت علی شملوی

پیارے بچو!

آپ کو معلوم ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کے آسمانی نور ہیں۔ آپ کی پاکیزہ صحبت سے ایسے عظیم و نیک لوگ پیدا ہوئے جو آخری زمانہ کے چمکتے ستارے بنے۔ آپ علیہ السلام کی مبارک صحبت سے جہاں مردوں میں روحانی تبدیلی پیدا ہوئی وہاں عورتوں نے بھی خوب حصہ پایا۔

ہم ایسی ہی ایک پاکیزہ ہستی کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوئی۔ اِن کا نام حضرت عزیزہ بیگم ہے جو حضرت منشی برکت علی شملوی صاحب کی اہلیہ تھیں۔

حضرت عزیزہ بیگم اپنے خاندان کی پہلی خاتون تھیں جو حضرت منشی برکت علی شملوی کے ساتھ شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل

ہوئیں آپ کے والد منشی مولا بخش تھے۔ وہ ہوشیار پور کی ضلع کچہری کے دفتر میں محافظ کے طور پر کام کرتے تھے۔

آپ کے والدین اور دوسرے رشتہ دار احمدیت کی نعمت سے محروم تھے مگر جب آپ کی شادی حضرت منشی برکت علی صاحب سے ہوئی تو آپ اپنے خاوند کی نیکی اور حسنِ سلوک دیکھ کر جلد ہی احمدیت کی صداقت کو پہچان گئیں اور احمدیت قبول کر لی۔ حضرت منشی برکت علی صاحب آپ کی بیعت کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"1906ء میں مَیں ایک دفعہ محترمہ والدہ صاحبہ، اپنی اہلیہ محترمہ عزیزہ بیگم اور اکلوتی بیٹی (بعمر 6 سال) کو لے کر قادیان گیا اور بارہ تیرہ روز وہاں قیام کیا۔

ہمیں رہنے کے لئے جو مکان ملا وہ شہر میں تھا۔ اس مکان میں کبھی پریس (Press) بھی ہوتا تھا۔ میری والدہ اور اہلیہ نے وہاں دستی بیعت کی۔ میرے گھر سے روزانہ حضور علیہ السلام کے گھر جاتیں اور اندرونِ خانہ کی بہت سی باتیں مجھے بتاتیں۔ افسوس کہ ان کو محفوظ نہ کر سکا۔

جہاں تک یاد ہے بتاتیں تھیں کہ حضرت صاحب عموماً مطالعہ یا تحریر میں مصروف رہتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ کمرے کے دو تین طاقچوں میں دواتیں رکھ لیتے اور ٹہلتے ٹہلتے تحریر کا کام کر لیتے جہاں سیاہی

لگانے کی ضرورت ہوتی ،دوات میں قلم ڈبو لیتے اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتے ۔ان دنوں آج کل کی طرح پین اور بال پوائینٹ نہیں ہوتے تھے۔ حضور علیہ السلام کسی کی طرف اونچی نگاہ کر کہ نہیں دیکھتے بلکہ نگاہیں نیچی کئے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہتے۔

صاجبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضور علیہ السلام کی مصروفیت کے وقت بھی اور نماز کے اوقات میں بھی حضور علیہ السلام کے آگے پیچھے کھیلتے رہتے اور حضور علیہ السلام کبھی منع نہیں کرتے ہماری لڑکی قریباً اسی عمر کی تھی وہ بھی کبھی صاجبزادہ کے ساتھ کھیلتی تو کئی دفعہ حضور علیہ السلام از راہِ شفقت اسے بھی اپنی گود میں بیٹھا لیتے اور پیار کرتے۔

1907ء میں یہ بچی بیمار ہوگئی ۔دُعا کے لئے لکھنے کا موقع نہ ملا۔مگر دل میں تڑپ تھی کہ بچی ٹھیک ہو جائے لیکن وہ ساڑھے سات سال کی عمر میں وفات پا گئی۔اس کا مجھے بڑا دکھ ہوا کیونکہ اس سے پہلے بھی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ بعد میں ہوئی دوسرے تیسرے دن میں نے اخبار میں پڑھا کہ حضور علیہ السلام کو الہام ہوا ’’میں ان کے رونے کی آواز سن رہا ہوں‘‘ مجھے اس وقت کچھ ایسا یقین ہوا کہ یہ میرے ہی متعلق ہے ۔میں بچی کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے لئے لانا چاہتا تھا۔حضور علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا مگر حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ بچے جہاں بھی دفن ہوں جنتی

ہوتے ہیں۔ جنازہ قادیان لانے کی اجازت نہیں۔‘‘ (1)

عزیزہ بیگم کے خاوند حضرت منشی برکت علی صاحب اپنی بیوی کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’میری بہت خدمت گزار اور وفادار بیوی تھیں میری صحت اور کھانے پینے کا بہت خیال رکھتی تھیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُن کا یہ سلوک میرے ساتھ عشق کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ رشتہ داروں اور غیروں سب میں یہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ وہ اپنے خاوند کا بہت ہی فکر رکھتی ہیں۔

تقویٰ میں بھی اپنے ملنے والوں میں مشہور تھیں مجمع میں جانا محض اس وجہ سے پسند نہ کرتی تھیں کہ عورتوں اور بچوں کے شوروغل کی وجہ سے ان کی طبیعت گھبراتی تھی اور عورتیں جو عموماً ایک دوسرے کا گلہ شکوہ کرتی ہیں انہیں بُرا معلوم ہوتا۔ کسی کا احسان لینا پسند نہ کرتی تھیں چاہے اپنا ہو یا غیر ہو۔ اگر کوئی کسی وجہ سے خاص حسنِ سلوک کرتا تو جب تک اس سے بڑھ کر بدلہ نہ دیتیں چین نہ آتا۔ کسی کا حق مارنا تو ایک طرف ہمیشہ دوسرے شخص کو اس کے حق سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتی تھیں۔ آپ کو غرباء کی مدد کرنے کا بہت شوق تھا۔ (2)

میری اہلیہ صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ گھر ذرا بھی گندا پسند نہ کرتیں گھر میں عام طور پر کام کاج کے لئے لڑکی یا ملازم رکھا

جاتا تھا مگر پھر بھی جب کبھی موقع ملتا اپنے ہاتھ سے کام کرتی رہتی تھیں۔
کپڑے خود دھو لیتی تھیں، اور برتن خود صاف کر لیتیں کپڑا دھوتے اور برتن صاف کرتے ہوئے کئی دفعہ کلمہ طیبہ پڑھتیں کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ جب تک کلمہ طیبہ نہ پڑھا جائے چیز صاف اور پاک نہیں ہوتی۔
آپ بزرگوں کی خدمت کا خاص خیال رکھتیں خاص طور پہ اپنے سسرالی رشتہ داروں کا اور اس کے مقابلے میں میکے والوں کی بھی پرواہ نہ کرتیں۔ میری والدہ مرحومہ کی بیماری میں ان کی دن رات خدمت کی والدہ صاحبہ کو بھی ان سے بہت پیار تھا۔ اپنا کام ان سے کرواتی تھیں کسی اور کا کام ان کو پسند نہ آتا تھا۔ جب تک ہم نے بیعت نہیں کی تھی میری ہر قسم کی بے قاعدگیاں برداشت کرتی رہیں لیکن بیعت کرنے کے بعد کسی قسم کی سختی برداشت نہ کرتی تھیں اور کہہ دیتی تھیں کہ اگر کوئی زیادتی کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھ دوں گی۔ اس لئے مجھے ان کی ہر بات ماننا پڑتی تھی۔(3)

آپ بڑی مہمان نواز اور سخی تھیں خود اگر کسی کے گھر جاتیں تو زیادہ خاطر تواضع کو پسند نہ کرتی تھیں لیکن جب ان کے ہاں کوئی مہمان آتا تو ان کی خدمت میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دیتیں اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتیں۔ آپ اپنے مہمان کا بہت احترام کرتیں۔‘‘(4)

آپ اتنی سخی تھیں کہ غریب لوگوں میں صدقہ و خیرات کے علاوہ حضور ﷺ کے نام پر چاول پکا کر غرباء میں تقسیم کرتی تھیں۔ اس نیک کام کے لئے آپ ہر ماہ پیسے جمع کرتی رہتی تھیں۔ آپ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتیں آپ نے اپنے شوہر سے کہہ رکھا تھا کہ میری طرف سے بغیر پوچھے ہی چندہ دے دیا کریں اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں باہر نہیں جاتی تھیں اور اگر کبھی جانا پڑ جائے تو بتا کر جاتیں۔ اپنے زیور اور پیسے پر زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتیں۔ گھر کے عام استعمال کی چیزیں اگر کوئی مانگے تو خوشی سے دے دیتیں۔ مگر خود کسی سے کچھ لینا پسند نہ کرتیں اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو خرید لیتیں۔

آپ کسی کا کینہ (برائی) دل میں نہ رکھتیں نہ کسی سے بدسلوکی (برا سلوک) کرتیں، نہ بدلہ لینے کی کوشش کرتیں۔ آپ ہر معاملے کو اللہ کے سپرد کر دینے کی عادی تھیں۔(5)

عزیزہ بیگم نمازوں کی پابندی کرتیں تھیں کبھی نماز ترک نہ کرتیں۔ روزے باقاعدگی سے رکھتی تھیں۔ جب بیماری کے باعث روزہ نہ رکھ سکتی تو روزوں کا فدیہ ضرور ادا کرتیں۔ نماز پڑھتے وقت نماز کے ترجمہ کا ضرور خیال رکھتیں۔ بہت دعائیں کرتی تھیں۔ ہر نماز کے آخری سجدہ میں لمبی دعا کرتیں۔ ہر وقت تسبیحات زبان پر جاری رہتیں۔ احمدیت کے خلاف کوئی

بات نہیں سُنتی تھیں۔اسی لئے کسی غیر احمدی کو ان کی موجودگی میں احمدیت کے خلاف بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

بزرگوں کا دل سے احترام کرتیں۔خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی بہت عزت کرتی تھیں۔حضرت امّاں جان کے ساتھ بہت عقیدت و محبت تھی نظرانہ دیئے بغیر ان سے ملنا کبھی پسند نہ کرتی تھیں۔ حضرت امّاں جان (حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) جب عزیزہ بیگم صاحبہ کے گھر تشریف لاتی تھیں تو اس وقت بھی وہ ضرور کچھ نہ کچھ نظرانہ پیش کرتیں۔(6)

آپ کے شوہر حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں کہ ” اپریل 1949ء میں اپنی بیماری کی وجہ سے ربوہ کے پہلے جلسہ سالانہ میں شریک نہ ہوسکا اور اس دوسرے جلسہ میں بھی اپنی بیگم کی بیماری کی وجہ سے شمولیت کی کوئی امید نہ تھی۔مگر ان کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جو میرے لئے اس جلسہ میں شامل ہونے کا باعث بن گئی۔اور اس طرح مجھے جلسہ کی برکات حاصل ہوگئیں۔

البتہ ایک بات کا افسوس ہے کہ مرحومہ اپنی وفات سے پہلے نہ کوئی وصیت کرسکیں اور نہ ہی اپنی کسی خواہش کا اظہار کرسکیں اور نہ ہی مجھ میں اتنا حوصلہ ہوا کہ ان سے کوئی بات یا خواہش پوچھ سکوں ۔کیونکہ میرے

وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ اتنی جلدی مجھ سے جدا ہو جائیں گی۔ میں اسی خیال میں رہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفاء دے دے گا، تو کچھ کہوں گا۔

بیماری کے دوران ایک دفعہ انہوں نے کچھ کہنا بھی چاہا، لیکن ایک دو باتیں کر کے خاموش ہو گئیں کہ میری طبیعت گھبرا رہی ہے باقی باتیں بعد میں کروں گی، اگر اللہ نے چاہا تو لکھوا دوں گی، افسوس موت نے مہلت ہی نہ دی، وفات سے دس بارہ گھنٹے پہلے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں بے ہوشی میں ہی باتیں کرتی رہیں جو واضح نہ تھیں، وفات سے چند منٹ پہلے طبیعت کچھ سنبھلی تو صرف یہی کہہ سکیں کہ کمزوری بہت ہے اور ان کی آنکھیں پتھرا گئیں اور نبض رُک گئی اور اپنے پیارے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔(7)

میرا ان کا ساتھ اس دنیا میں 52 سال تک رہا۔ ہم دونوں میاں بیوی کی اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہی دعا ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی جگہ موت دے جہاں سے ہمارا جنازہ مرکز (ربوہ) میں آسانی سے پہنچ جائے اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ جنازہ پڑھائیں اور ہم بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ عزیزہ بیگم کی آخری بیماری کے دوران میری توجہ اس دعا کی طرف زیادہ ہو گئی۔ چنانچہ مرحومہ کے حق میں تو یہ دعا خدا کے فضل سے ایسی صورت میں قبول ہوئی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کا خاص نشان ظاہر ہوا۔

مرحومہ 21 دسمبر کو راولپنڈی میں دن کے ایک بجے فوت ہوئیں۔ تابوت بڑی مشکل سے رات آٹھ بجے تک تیار ہوا اور جنازہ 22 دسمبر کی شام کو ربوہ پہنچا۔ راولپنڈی روانہ ہونے سے پہلے میں نے دفتر بہشتی مقبرہ کو فوری تار دیا کہ ہم جنازہ لا رہے ہیں مگر یہ تار ہمارے پہنچنے کہ بعد دفتر والوں کو ملا۔ جس کی وجہ سے تدفین کی تیاریاں مکمل نہ ہو سکیں اور ہمیں دوسرے دن یعنی (جمعہ کے دن) تک انتظار کرنا پڑا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب احباب جماعت بھی شریک ہوئے۔ اس طرح جنازہ مرحومہ کی خواہش کے مطابق جمعہ کے دن ہوا۔

دوسرا فائدہ تار جلدی نہ ملنے کا یہ ہوا کہ میں 22 دسمبر کو تمام عزیز و اقارب کو مرحومہ کی وفات کی تاریں دے آیا تھا، انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ میں جنازہ ربوہ لے کر جا رہا ہوں چنانچہ وہ سب اس خیال سے کہ جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد ہی ہوگا نماز جمعہ سے پہلے پہنچ گئے اور سب نے مرحومہ کا آخری دیدار کر لیا اور نماز جنازہ میں شریک ہو گئے۔

جیسا کہ عام طور پر عورتوں کی خواہش ہوتی ہے کہ زندگی میں خاوند کو کچھ نہ ہو۔ اسی طرح مرحومہ کی بھی یہی خواہش تھی اور دعا کیا کرتی تھیں کہ میں اپنے خاوند سے پہلے اس کے ہاتھوں میں وفات پاؤں، تا کہ بعد

میں کسی اور کی محتاجی نہ کرنی پڑے چنانچہ ان کی یہ دعا بھی پوری ہوئی۔

مرحومہ کی وفات کے متعلق سوائے ایک دعا کے ہماری ساری دعائیں منظور ہوئیں۔اب خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی بہشت (جنت) میں بھی اکٹھا رکھے۔میری یہ دعا بھی ضرور قبول ہوگی کیونکہ بظاہر اس کی بنیاد رکھ دی گئی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مرحومہ کی قبر کے ساتھ ہی میری قبر کی جگہ بھی مخصوص کر دی گئی اس طرح مرحومہ جس طرح میری زندگی میں ساتھی تھیں مرنے کے بعد بھی اگلے جہان میں بھی ساتھ رہیں گی۔‘‘(8)

آپ کے شوہر منشی صاحب آپ کی ان الفاظ میں خوبیاں بیان کرتے ہیں کہ آپ اچھے اخلاق اور عادات کی ایک فرشتہ صفت خاتون تھیں جس کی وجہ سے انہیں کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچی اور ان کا گھر جنت کا نمونہ بنا رہا۔(9)

پیارے بچو! اس نیک بی بی کی اچھی اچھی باتیں پڑھ کر ہمیں بھی اپنے اندر ایسی ہی نیک عادات اور صفات پیدا کرنی چاہئیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔آمین

ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ حضرت منشی صاحب سلسلہ کی خدمت بغیر معاوضہ کے کرتے تھے اور اپنا گزارا صرف پینشن پر

تھا۔مہنگائی کے اس دور میں عزیزہ بیگم نے نہایت قناعت اور سادگی سے اپنی زندگی گزاری۔کبھی بھی کم آمدنی کا شکوہ نہ کیا اور اسی معمولی رقم سے گھر کے اخراجات پورے کئے۔وصیت کی خواہش دل میں پیدا ہوئی تو آپ نے اپنی کم آمدنی کے باوجود 1/8 حصّہ کی وصیت کی جو آپ نے زندگی میں ادا کی آپ کا وصیت نمبر 2920 تھا۔(10)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور انہیں اجر عظیم عطا کرے آمین۔

حوالہ جات

اصحاب احمد (جلد سوم)

(1) صفحہ 225 تا 227

(2) صفحہ 230

(3) صفحہ 231

(4) صفحہ 233

(5) صفحہ 234

(6) صفحہ 232.231

(7) صفحہ 229.228

(8) صفحہ 227 تا 230

(9) صفحہ 235.234

(10) صفحہ 249

حضرت زینب بی بی
المعروف ’ مولویانی‘

پیارے بچو!

ہمارے پیارے مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت ہی پیاری اور نیک جماعت عطاء فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہزاروں رفقاء نے نہایت اخلاص اور وفاء سے اپنی زندگیاں جماعت احمدیہ کے لئے وقف کیں۔ آپ کو ماننے والے دنیا کے مختلف حصّوں سے تعلق رکھتے تھے، لیکن ہندوستان میں پنجاب کے بعض علاقوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بہت نمایاں تھے۔ ان جگہوں میں قادیان کے بعد کپورتھلہ ، دہلی ، لاہور اور سیالکوٹ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

یہ سیالکوٹ وہی مقام ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ اسلام اپنے دعویٰ سے پہلے زندگی گزار چکے تھے اور اسے آپ علیہ اسلام نے اپنا دوسرا وطن قرار دیا تھا۔ اس علاقہ سے ہزاروں نیک روحیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ ان میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی سیالکوٹ کے ان مخلص احباب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ان کی اہلیہ اوّل

زینب بی بی المعروف 'مولویانی' بھی شامل تھیں ۔ اپنے خاوند کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی بہت برکات اور سعادتیں نصیب ہوئیں ۔

حضرت زینب بی بی کو حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا اور آپ نے اپنا عہدِ بیعت نہایت وفا، ایمانداری اور خلوص سے نبھایا۔

زینب بی بی صاحبہ کے خاندانی بزرگ محترم عطر سنگھ صاحب چوہڑکانہ (جسے اب فاروق آباد کہا جاتا ہے)ضلع شیخوپورہ میں رہائش رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان راجپوت وِرک میں سے ہے ۔ روزی کمانے کے لئے ایک زمانہ میں آپ کشمیر چلے گئے تھے جہاں ایک مسلمان نواب کے ہاں ملازم ہو گئے اور اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی۔ مسلمان ہونے پر آپ نے اپنا نام عطر سنگھ سے عطر باب رکھ لیا۔

عطر باب اپنی نیکی کی وجہ سے لوگوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ سیالکوٹ آ گئے ۔ سیالکوٹ آباد ہونے کے بعد زینب بی بی کے پڑ دادا محمد حیات نے اپنی بہن کی شادی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے والد کے نانا سے کر دی ۔ اس طرح دونوں خاندانوں میں ایک رشتہ قائم ہو گیا۔

زینب بی بی کے والد حنفی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور بہت دعا گو

تھے۔ آپ پہلے کوئٹہ میں ملازمت کرتے رہے، پھر تجارت کرنے لگے، اسی سلسلہ میں کوئٹہ کے علاقہ کی طرف گئے ہوئے تھے کہ 8 اگست 1885ء کو وفات پا گئے۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت عمراں بنت عبدالرحیم تھا۔ محترم عبدالرحیم صاحب بھٹی راجپوت تھے اور سیالکوٹ کے رہائشی تھے۔ حضرت عمراں بی بی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی پھوپھی تھیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عمراں بی بی کے خاندان میں سب سے پہلے 1889ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے تعلقات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 1888ء سے بھی پہلے کے تھے۔ بیعت کے بعد قادیان جانا گویا آپ کی زندگی کا حصّہ بن چکا تھا۔(1)

زینب بی بی صاحبہ کی پیدائش اندازاً 1859 یا 1860 کی ہے۔ آپ کی شادی 1883ء یا 1884ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سے ہوئی۔ اسی بنا پر آپ 'مولویانی' مشہور ہو گئیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی 1858ء میں پیدا ہوئے اور 11 اکتوبر 1905 میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری

14 سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں گزارے اور بہت خدمت کی توفیق پائی ۔مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ تاریخی سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ وہ پہلی ہستی تھے جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے ۔بہشتی مقبرہ کا افتتاح 26 دسمبر 1905ء کو ہوا تھا۔آپ کو امانتاً دوسرے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا مگر زینب بی بی کی ایک خواب نے آپ کو یہ سعادت بخشی کہ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خوابوں کے بارہ میں بالعموم یہ طریق تھا کہ حسبِ حالات بسا اوقات ظاہری طور پر بھی خوابوں کو پورا کر دیا کرتے تھے ۔ جب مولوی صاحب کی اہلیہ نے خواب میں آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا جنازہ پڑھا جاوے ۔تو حضور علیہ السلام نے اس خواب کو ظاہری رنگ میں بھی پورا کرنے کے لئے دوبارہ جنازہ پڑھایا۔حضرت صاحب نے فرمایا جنازہ بھی دعا ہے،خواب کو پورا کرنا اچھا ہے۔(2)

زینب بی بی کی بیعت بھی مولوی عبدالکریم صاحب کی بیعت کے قریب ہی ہوئی تھی ۔ بیعت کا وہ رجسٹر جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کرنے والوں کے ریکارڈ کے لئے تیار کروایا تھا اس میں آپ کا سنِ بیعت 7 فروری 1892ء ہے۔آپ کا نام 238 ویں نمبر پر درج ہے۔ (3)

قادیان میں آمد کے بارہ میں زینب بی بی کے بھائی حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں:۔

''میں 1893ء میں پہلی دفعہ قادیان دارالامان میں آیا تھا۔ ...... انہی دنوں یعنی 1893ء میں ،مَیں اور میری ہمشیرہ صاحبہ حضرت خلیفۂ اوّل کے مکان میں جو ابھی نامکمل صورت میں تھا آ کر رہے تھے۔

اس کے بعد زینب بی بی حضرت مولوی صاحب کے ساتھ قادیان میں ہی رہیں اور اپنے خاوند کی وفات کے بعد بھی بڑے صبر اور حوصلہ سے زندگی بسر کی ۔اپنے خاندان میں احمدیت متعارف کروانے میں جہاں حضرت مولوی صاحب کا دخل ہے وہاں ان کا بھی حصّہ ہے۔آپ کی تحریک سے آپ کے بھائی نے بیعت کی سعادت پائی۔

مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے اس حصّہ میں رہتے تھے جو مسجد مبارک کے اوپر کے صحن کے ساتھ ملحق تھا۔اس مکان کے نیچے خود حضرت صاحب کا رہائشی کمرہ تھا۔(4)

گویا حضرت زینب بی بی کو الدار جیسے پاکیزہ، بابرکت اور پرنور ماحول میں قربِ مسیح پاک میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ کے گھر میں عورتیں دینی مسائل سمجھنے کے لئے آتیں تو آپ حسبِ توفیق ان کی رہنمائی کرتیں یا مولوی صاحب سے پوچھ کرانہیں بتا دیتیں، اسی طرح

آپ کے شوہر کو ملنے کئی لوگ آتے تو آپ خوش دلی سے ان کی مہمان نوازی کیا کرتیں۔

قادیان میں رہائش کے دوران آپ کی ساری زندگی دین کی خدمت میں گزری۔ اہل بیت اور خواتینِ مبارکہ سے خصوصی لگاؤ اور تعلق تھا۔ بلاتکلف آپ کا حضرت امّاں جان کے گھر آنا جانا تھا اس طرح بعض چھوٹی چھوٹی ذمّہ داریاں بھی پورا کرنے کی توفیق ملتی تھی۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ چار سال کی تھیں جب زینب بی بی کو کہا ہوا تھا کہ انہیں تہجد کے لئے اٹھا دیا کریں۔ بعض اوقات بچہ ہونے کی وجہ سے حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے تہجد کے لئے اُٹھا نہیں جاتا تھا تو زینب بی بی بار بار اٹھاتیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی دیکھ لیتے تو فرماتے کہ:۔

''چلو نہ اٹھاؤ لیٹے ہی لیٹے تسبیح وتحمید پڑھ لو'' (5)

ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب ''قادیان کے آریہ اور ہم'' کی نظم لکھ رہے تھے جس کے آخر میں آتا ہے......'دعا یہی ہے وفا یہی ہے' وغیرہ آتا ہے تو زینب بی بی کسی کام کی غرض سے حضرت علیہ السلام صاحب کے پاس آئیں۔ حضرت صاحب نے ان سے فرمایا میں ایک نظم لکھ رہا ہوں جس میں 'یہ' قافیہ ہے۔ آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ زینب بی بی نے

کہا ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں ،تو میں کیا بتاؤں ۔

حضرت صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے اور پھر بھی آپ شکایت کرتی ہیں کہ کسی نے پڑھایا نہیں مطلب حضرت صاحب کا یہ تھا کہ پڑھایا نہیں ۔ کے الفاظ میں جو پڑھا کا لفظ ہے اسی میں قافیہ آ گیا ہے چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کرلیا۔(6)

گویا بھولپن میں ہی کہی ہوئی بات کو خدا کے نبی علیہ السلام نے پسند فرمایا، حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں ۔

''میں چھوٹی سی تھی بھائی پیار کرتے ، ہر کہنا مانتے ، ادھر حضرت امّاں جان کا پیار اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ناز برداری اور بے حد خیال رکھنا ۔ میرا مزاج خراب تھا، ایک ساتھ کھیلنے والی بچی نے کہنا نہ مانا، اس سے روٹھ گئی اور چھوٹے بھائی حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو ساتھ کھیل رہے تھے میں نے ان سے کہا اس سے تم بالکل نہ بولنا میں اس سے نہیں بولتی ۔ چھوٹے بھائی صاحب بھول کر اس سے بول پڑے میں نے ایک چیخ ماری ،پٹخنی کھائی ،صدمہ ہوا اور سانس رُک گیا۔

حضرت امّاں جان بھاگ کر آئیں گود میں اٹھا کر لائیں دیکھا پوچھا کیا ہوا وغیرہ میں نے روتے ہوئے واقعہ بیان کیا اور پھر رونے لگی ۔

حضرت امّاں جان نے رونا شروع کیا کسی خاص جذبہ کے تحت حضرت مولویانی صاحبہ نے بھی رونا شروع کر دیا۔'' (7)

حضرت مولویانی صاحبہ کا بے اختیار رونا آپ کا خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہری محبت ، عقیدت اور عشق کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ زینب بی بی صاحبہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصّہ میں رہائش پذیر تھیں اس لئے آپ کو بعض انتہائی اہم معاملات میں بطور مشیر کے بھی خدمت کرنے کا موقعہ ملا، جیسا کہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے رشتہ کے سلسلہ میں۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص احباب میں شامل تھے ان کی پہلی بیوی کی وفات کے بعد حضور علیہ السلام چاہتے تھے کہ ان کی شادی کسی اور جگہ کر دی جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اور تھا، پہلے حضرت نواب صاحب کی بیٹی حضرت بو زینب بیگم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو بنیں اور نکاح صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سے ہو گیا، یہ رشتہ بہت مبارک ثابت ہوا۔

اِسی سلسلہ میں زینب بی بی حضرت صاحب کے منشاء کے مطابق حضرت بو زینب کو دیکھنے کے لئے مالیر کوٹلہ بھی گئیں۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خاں کی طرف سے رشتہ کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک

لانے کی سعادت بھی زینب بی بی ہی کے حصّہ میں آئی۔اگرچہ شروع میں عمر کے فرق کی وجہ سے رشتہ میں تاخیر رہی لیکن آپ کی کوششوں سے یہ رشتہ طے ہوگیا۔

اس طرح اللہ کی مرضی کے مطابق یہ نکاح ہوگیا اور اس سعادت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولویانی صاحبہ کا بھی حصّہ ڈال دیا۔(8)

26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب خلافت اُولیٰ کی بنیاد پڑی تو مولویانی صاحبہ نے نہ صرف خلافتِ اولیٰ کی بیعت کی بلکہ عہدِ بیعت کو خوب اچھی طرح نبھایا بھی۔

حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد جب کچھ لوگوں نے خلافت کے جواز پر اختلافِ رائے کیا تو آپ نے خلافتِ ثانیہ کی فوراً بیعت کر کے اللہ کی اُس مضبوط رسّی کو تھام لیا جس کا خدا نے حکم دیا تھا۔آپ کا خلافت پر ایمان اور اس سے دلی وابستگی کا ایک رؤیا سے پتہ چلتا ہے، جو آپ کے بھائی حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی نے دیکھی۔

منشی صاحب نے دعا کرنی شروع کی۔ پہلے دن دیکھا کہ بارش ہورہی ہے اور آپ دو چھتریاں سر پر لگائے ایک سڑک پر جارہے ہیں اور ان کے سائے تلے آپ کے پاس دائیں طرف دو مستورات ہیں۔ اچانک ان چھتریوں کے ٹانکے ٹوٹ گئے اور کپڑا اکھٹا ہوگیا۔

مستورات آپ کے پاس سے جانے لگیں تو آپ نے کہا کہ ٹھہرو میں ابھی ٹانکے لگاتا ہوں ۔ آپ ایک طرف سے کپڑا کھینچتے تو دوسری طرف اکھٹا ہو جاتا دوسری طرف کھینچتے تو پہلی طرف اکھٹا ہو جاتا۔ یہ خواب آپ نے اکبرشاہ خان نجیب آبادی (ٹیوٹر بورڈنگ) کوسنائی اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلفۃ المسیح الاوّل دوسائے تھے جو جاتے رہے اب ٹانکے یعنی خلافت سے وابستگی ہی فائدہ دے گی ۔ اس پر خان صاحب نے سوال کیا کہ وہ عورتیں کون تھیں؟ گھر گئے وہاں آپ کی لڑکی اور ہمشیرہ (زینب بی بی) آئی ہوئی تھیں کہنے لگیں کہ ہم تو بیعت کر آئی ہیں اگر آپ نہ کریں گے تو ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ پھر آپ نے اکبرشاہ خان صاحب کو سنایا کہ عورتوں والا حصّہ بھی پورا ہو گیا جس کے متعلق آپ دریافت کرتے تھے انہوں کہا کہ اب تو بات صاف ہو گئی۔ (9)

اس خواب سے آپ کی خلافت سے گہری وابستگی اور دین کے معاملہ میں کسی دنیاوی رشتہ کو خاطر میں نہ لانے اور نیکی میں سبقت لے جانے کی فطری عادت کا پتہ چلتا ہے اور اسی نیک فطرت نے خواب کے ذریعہ سے اپنے بھائی کی سچائی کی طرف قدم بارنے کے لئے راہنمائی فرمائی۔

حضرت زینب بی بی کو خدا تعالیٰ نے جو شرف عطاء فرما دیا ہے

وہ قیامت تک کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اپنی زندگی میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربت میں بلکہ ان کے بیت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور وصال کے بعد بھی آپ علیہ السلام کے مزار کے قریب ہی آپ علیہ السلام کے قدموں میں جگہ ملی۔(10)

آپ ابتدائی موصیوں میں شامل تھیں اور وصیت نمبر 1699 تھا۔ آپ کا وصال 62 سال کی عمر میں ستمبر 1921 میں ہوا۔تا ہم آپ کی تدفین امانتاً سیالکوٹ میں ہوئی اور چند ماہ بعد اپریل 1922 میں آپ کا تابوت بہشتی مقبرہ قادیان منتقل کر دیا گیا۔آپ حضرت مولوی صاحب کے وصال کے بعد پندرہ سولہ سال حیات رہیں۔ دفتر بہشتی مقبرہ کے ریکارڈ کے مطابق اگرچہ حضرت مولوی صاحب نے دو شادیاں کیں تا ہم آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (11)

آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ آپ کی وفات بھی حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ٹھہرا آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی قبر کے
پاس تین اور قبریں ہیں اور ایک قبر پر لال کپڑا ہے۔''

یہ جو رُویا میں تین قبروں کا ذکر ہے یہ تیسری قبر بھی وہاں بنی ہوئی ہے جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اہلیہ زینب بی بی کی

ہے۔(12)

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جہاں حضرت مولوی صاحب کی قبر مقبرہ بہشتی قادیان کی چار دیواری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص احاطہ میں شامل ہو چکی ہے وہاں آپ کی اہلیہ زینب بی بی صاحبہ کی قبر بھی اسی احاطہ میں شامل ہے قبر نمبر 4 آپ کے خاوند کی اور قبر نمبر 5 حضرت مولویانی صاحبہ کی ہے۔ آپ کی قبر قطعہ نمبر 1 حصّہ نمبر 1 میں شامل ہے۔

وذالك فضل الله يوتيه من يشاء ، (13)

آج احاطہ مزار حضرت اقدس علیہ السلام کروڑوں کی زیارت گاہ بن چکا ہے۔ آپ علیہ السلام کے وجود کی برکت سے باقی تمام اصحاب کے لئے بھی دعائے خیر کا سلسلہ جاری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زینب بی بی صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے اور ہر آن ان پر رحمتیں نازل فرماتا چلا جائے۔ آمین

حوالہ جات

1:۔ اصحاب احمد جلد اوّل صفحہ 183-184

2:۔ بدر نمبر 41 جلد 1 21 دسمبر 1905 صفحہ 2

3:۔ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 358

4:۔ سیرت المہدی حصّہ اوّل صفحہ 272-273

5:۔ محسنات احمدی خواتین کی سنہری خدمات صفحہ 20

6:۔ سیرت المہدی حصّہ سوم صفحہ 243

7:۔ سیرت وسوانح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صفحہ 76

8:۔ اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 227

9:۔ اصحاب احمد جلد اوّل صفحہ 191

10:۔ اصحاب احمد جلد اوّل صفحہ 209

11:۔ سیرت المہدی حصّہ سوم صفحہ 246

12:۔ تذکرہ طبع چہارم 2004 صفحہ 500

13:۔ اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 358

حضرت عزیزہ بیگم اہلیہ حضرت منشی برکت علی شملوی

(Hadhrat Aziza Begum w/o Hadhrat Munshi Barkat Ali Shimalvi)

Urdu

by Mehmooda Akhtar

حضرت زینب بی بی اہلیہ حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

(Hadhrat Zaniab Bibi w/o Abdul-kareem Sahib Sialkoti)

Urdu

by Rafia Arshad

Published in UK in 2008

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ